21672

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مفتیانِ کرام درج ذیل مسائل کے بارے میں کیا فرماتے ہیں:

1۔ میں صاحبِ نصاب شخص ہوں اور میں نے ایک پلاٹ گھر بنانے کی نیت سے پانچ سال کی قسطوں پر خریدا ہے، جس کی ایک سال کی قسطیں ادا کر دی ہیں اور بقیہ چار سال کی قسطیں ادا کرنی ہیں، جگہ متعین ہو کر خرید و فروخت کا معاملہ تو ہو چکا ہے لیکن قبضہ مکمل قسطوں کی ادائیگی کے بعد ملے گا، اب اس پلاٹ پر زکوۃ ہوگی یا نہیں؟

اس پلاٹ کی چار سال کی قسطیں منفی کی جائیں گی یا صرف ایک سال کی قسطیں منفی کریں گے؟ ایک سال کی قسطیں دو لاکھ چالیس ہزار (240,000) روپے ہیں، اگر ایک سال کی قسطیں منفی کریں گے تو زکوۃ کی ادائیگی کے دن کے بعد سے ایک سال یعنی بارہ مہینوں کی قسطیں دو لاکھ چالیس ہزار (240,000) روپے منفی کریں گے یا اس میں مزید تفصیل ہے؟

2۔ ایک دوسرا پلاٹ بیچنے کی نیت سے تین سالوں کی قسطوں پر باقاعدہ خرید لیا ہے، اس کی ایک سال کی قسطیں ادا کر دی ہیں اور بقیہ دو سال کی قسطیں باقی ہیں، اس کا قبضہ بھی قسطوں کی مکمل ادائیگی کے بعد ملے گا تو کیا ایسی صورت میں بھی اس پلاٹ پر زکوۃ ہوگی جبکہ ابھی تک قبضہ نہیں ملا؟ اور اس پلاٹ کی کتنی قسطیں منفی ہوں گی؟

3۔ اگر کسی نے بچیوں کی شادی، حج اور گھر بنانے کے پلاٹ کی نیت سے رقم جمع کی ہوئی ہو تو کیا اس پر بھی زکوۃ واجب ہوگی؟

4۔ غیر مسلم مثلاً کرسچن کو زکوۃ کی مد میں راشن لیکر دے سکتے ہیں یا نہیں؟

[redacted]
گلشن اقبال 13-D کراچی
[redacted]

(جواب منسلک ہے)

دار الافتاء

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدًا ومصلّیاً

(۱)۔۔۔سوال میں ذکر کردہ تفصیل کے مطابق مذکورہ پلاٹ چونکہ تجارت کے لئے نہیں خرید اگیا، لہٰذا اس کی مالیت پر زکوۃ واجب نہیں ہے، تاہم اس پلاٹ کے علاوہ دیگر اموالِ زکوٰۃ سے زکوٰۃ نکالتے ہوئے اس پلاٹ کی بقیہ اقساط میں سے ایک سال کی قسطیں یعنی دولاکھ چالیس ہزار (۲۴۰۰۰۰) روپے منہا کریں گے۔(ماخذ از التبویب بتصرف:63/1796)

(۲)۔۔۔جو پلاٹ بیچنے کی نیت سے خرید اگیا ہو، اس کی ہر سال موجودہ مالیت کے اعتبار سے زکوٰۃ فرض ہوتی ہے بشرطیکہ پلاٹ معلوم اور متعین ہو، اگرچہ فی الحال اس کا قبضہ نہ ملا ہو، کیونکہ غیر منقولی اشیاء میں ملکیت کے لئے قبضہ ضروری نہیں، بلکہ خرید و فروخت کا معاملہ مکمل ہونے کے بعد ملکیت خریدار کی طرف منتقل ہو جاتی ہے، لہٰذا آپ نے بیچنے کی نیت سے جو پلاٹ قسطوں پر خریدا ہے اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔ نیز وجوبِ زکوٰۃ کے دن اس پلاٹ کی مارکیٹ ویلیو (بازاری قیمتِ فروخت) سے تمام اقساط منہا کرنے کے بعد بقیہ رقم پر اڑھائی فیصد کے اعتبار سے زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔(ماخذ از التبویب بتصرف:72/1990)

فتح القدير للمحقق ابن الهمام الحنفي (4/ 96):

(الزكاة واجبة في عروض التجارة كائنة ما كانت إذا بلغت قيمتها نصابا من الورق أو الذهب) لقوله عليه الصلاة والسلام فيها { يقومها فيؤدي من كل مائتي درهم خمسة دراهم }، ولأنها معدة للاستنماء بإعداد العبد فأشبه المعد بإعداد الشرع ، وتشترط نية التجارة ليثبت الإعداد.

وفي الدر المختار (2/ 272):

ما نواه للخدمة (لا يصير للتجارة) وإن نواه لها ما لم يبعه بجنس ما فيه الزكاة والفرق أن التجارة عمل فلا تتم بمجرد النية بخلاف الأول فإنه ترك العمل فيتم بها (وما اشتراه لها) أي للتجارة (كان لها) لمقارنة النية لعقد التجارة.

(۳)۔۔۔جی ہاں! مذکورہ رقم اگر بقدرِ نصاب ہو یا دیگر اموالِ زکوٰۃ کے ساتھ مل کر بقدرِ نصاب ہو جائے تو اس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے، کیونکہ نقد رقم چاہے کسی بھی نیت سے رکھی ہو اس پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے۔

في حاشية ابن عابدين (2/ 262):

فإذا كان معه دراهم أمسكها بنية صرفها إلى حاجته الأصلية لاتجب الزكاة فيها إذا حال الحول، وهي عنده، لكن اعترضه في البحر بقوله: ويخالفه ما في

(جاری ہے۔۔۔)

Scanned by CamScanner

للمعراج في فصل زكاة العروض أن الزكاة تجب في النقد كيفما أمسكه للنماء أو للنفقة، وكذا في البدائع في بحث النماء التقديري،

قلت: وأقره في النهر والشرنبلالية وشرح المقدسي، وسيصرح به الشارح أيضا، ونحوه قوله في السراج سواء أمسكه للتجارة أو غيرها، وكذا قوله في التتارخانية نوى التجارة أولا...اخ

(۴)۔۔۔زکوۃ صرف مسلمان مستحق زکوۃ شخص کو دی جاسکتی ہے، لہٰذا غیر مسلم کو زکوۃ یا اس رقم سے راشن لیکر دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی، البتہ اگر کوئی غیر مسلم ضرورت مند ہو تو نفلی صدقہ سے اس کی مدد کی جاسکتی ہے۔

في صحيح البخاري (1/ 215):

عن ابن عباس رضي الله عنهما أن النبي بعث معاذا رضي الله عنه إلى اليمن....أعلمهم أن الله افترض عليهم صدقة في أموالهم تؤخذ من أغنيائهم وترد على فقرائهم.

وفي تبيين الحقائق وحاشية الشلبي (1/ 251):

قال رحمه الله (هي تمليك المال من فقير مسلم غير هاشمي ولا مولاه بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى)....وقوله : من فقير مسلم غير هاشمي ولا مولاه احترز به عن الغني والكافر والهاشمي ومولاه ؛ لأن دفع الزكاة إليهم مع العلم لا يجوز على ما يأتي بيانه في موضعه إن شاء الله تعالى.

وفي فتح القدير للمحقق ابن الهمام الحنفي (4/ 191):

(ولا يجوز أنه يدفع الزكاة إلى ذمي) لقوله عليه الصلاة والسلام لمعاذ رضي الله عنه خذها من أغنيائهم وردها في فقرائهم........ واللہ تعالی اعلم بالصواب

محمد عاصم عصمہ اللہ تعالی

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۲۲/شعبان/۱۴۴۰ھ

۲۸/اپریل/۲۰۱۹ء

الجواب صحیح

احقر محمود اشرف غفراللہ له

۲۲/۸/۱۴۴۰ھ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

الجواب صحیح

الجواب صحیح

Scanned by CamScanner